Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 8 (August) (2025)

Mercy to the Worlds: A Universal Message and Its Contemporary Meaning (A Scholarly Study)

Nazia D/O Mohmand
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan. Email: naziakhan01831@gmail.com

Dr. Naseem Akhter
Associate Professor, Department of Islamic Studies,Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan. Email: khtr_nsm@yahoo.com

Abstract
This research paper undertakes an examination of the concept of the Prophet Muhammad ﷺ being Mercy to the Worlds (Rahmat-ul-lil-'Aalameen) as presented in the Quran and the Hadith, and through the lens of valid Seerah literature, considering its role in the modern world as a significant element of consideration. The paper commences by examining linguistically and terminologically the terms Rahmah and lil-lAlameen, then argues on the universality of the mercy of the Prophet- enveloping not only human beings but also prophets and angels, jinn, hypocrites and disbelievers. The paper also examines his mercy towards his wives, enemies, slaves, along with the animals, and even towards the people who offended him. Based on verses of the Quran and the traditions of the Prophet, the paper points out the components of compassion, justice, and service to humanity that lie in his life. This study draws the inference that the life of the Prophet ﷺ is a universally valuable discourse in interreligious harmony, social fairness, and international peace and as such is so much as pertinent a code of ethics in modern times.
Keywords: Rahmat-ul-lil-Alameen, Mercy, Prophet Muhammad (PBUH), Muslims, Non-Muslims Humanitarian, Contemporary Times.

تعارف:

رحمت للعلمین عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے لغوی معنی نرمی،شفقت، مہربانی اورمعافی پر مشتمل ہیں۔[i] رحمت دل میں وہ نرمی ہےجو کسی پر فضل ااور احسان کا تقاضا کرتی ہے۔[ii] رحمت: کے معنی درود و سلام اورشاباش کے ہیں۔[iii]

اصطلاحی تعریف:

اصطلاحی اعتبار سے رحمت کا مطلب ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام، فضل اور بخشش، جبکہ انسانوں کی طرف سے اس سے مراد رقت قلب اور مہربانی ہوتی ہےجیسا کہ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

﴿الرحمۃ من اللہ فضل و انعام، و من العباد رأفۃ و شفقۃ[iv]﴾

"اللہ کی طرف سے رحمت کا مطلب ہے ،انعام و فضل اور بندوں کی طرف سے مراد نرمی اور شفقت ہے"۔

رحمت للعلمین کی وسعت اور اس کا مکمل تعارف:

العلمین عالم کی جمع ہے، اس میں تمام مخلوقات شامل ہیں:انسان، جن، ملائکہ، حیوانات،جمادات،زمین، آسمان، سیارے اور وہ سب کچھ جو کائنات میں موجود ہے اور ہماری نظروں سے پوشیدہ ہے۔[v] قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا رَحۡمَةٗ لِّلۡعَٰلَمِينَ ﴾[vi]

"اور اے حبیب! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریمﷺ کی رحمت صرف انسانوں کے لئے نہیں بلکہ تمام مخلوقات کے

لئے ہے۔

انسانوں کے لئے رحمت:

منصور پوری اپنی کتاب میں " رحمۃ للعلمین" میں کہتے ہیں کہ رسولﷺ سب انسانوں کے لئے رحمت بن کر آئے۔ آپﷺ نے رنگ،نسل،اور قوم کا فرق مٹا کرسب کو برابر کا درجہ دیا۔ آپ کا پیغام عالمی تھا، جس میں ہر انسان کے لئے درجہ تھا۔آپ کا پیغام عالمی تھا جس میں ہر انسان کے لئے محبت، اخوت اور ہدایت ہے۔[vii]

انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے رحمت:

نبی کریم ﷺ کی رحمت سے انبیاءؑ کو یہ فائدہ ہوا کہ آپؐ اور آپ کی امت ان کی صداقت کی گواہ ہے ۔ قیامت کے دن آپؐ ان کی سچائی کی شہادت دیں گے اور ان کے دشمنوں کو جھٹلا دیں گے۔[viii]

جبرائیلؑ کے لئے رحمت:

جبرائیلؑ نے عرض کیاکہ میں اپنے انجام پر خائف تھا،لیکن جب قرآن میں میری تعریف نازل ہوئی تو مجھے اطمینان حاصل ہوا اور انجام پر خیر ہونے کا یقین حاصل ہوا۔[ix]

مسلمانوں کے لئے رحمت:

تفسیر خازن کے مطابق آپﷺ مؤمنوں کے لئے دنیا اور آخرت دونوں میں رحمت ہیں۔[x]

کافروں کے لئے رحمت:

آپﷺ کی وجہ سے ان پر دنیا میں فوری عذاب نازل نہیں ہوتا، جیسے زمین میں دھنس جانا یا شکل بگڑ جانا۔[xi]

منافقوں کے لئے رحمت:

کلمہ پڑھنے کی وجہ سے وہ قتل و سزا سے بچ جاتے ہیں حالانکہ دل سے ایمان نہیں رکھتے۔[xii]

حشر میں رحمت:

قیامت کے دن جب ہر شخص پریشان ہو گا، سب انبیاءؑ شفاعت کرنے سے انکار کریں گے، تب نبی کریمﷺ کہیں گے کہ میں ہی شفاعت کے لئے ہوں۔[xiii]

رحمت للعلمین کا تصور:قرآنی حیثیت

قرآن میں رسولﷺکی ذات اقدس کو مختلف انداز سے سراپا رحمت قرار دیا گیا ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾[xiv]

"یقینا تمھارےپاس تم ہی میں سے ایک رسول آیا ہے جس پر تمہاری تکلیف گراں گزرتی ہے، وہ تمہاری بھلائی کے خواہاں ہے اور مؤمنوں پر بڑامہربان اور رحم دل ہے۔" اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہﷺ مؤمنین کے لئے نہایت شفیق، مہربان اور سراپا رحمت ہیں۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ ٱللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ ٱلْقَلْبِ لَٱنفَضُّوا۟ مِنْ حَوْلِكَ ۖ﴾[xv]

"پس یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان کے لئے نرم دل ہیں اوراگر آپ سخت مزاج اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب آپؐ کے گرد سے ہٹ جاتے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریمﷺ کی نرم مزاجی دراصل اللہ کی رحمت کا مظہر تھی۔

اسی طرح ایک اور آیت ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى ٱلصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾[xvi]

"اے لوگوں بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آچکی ہے اور دلوں کی بیماریوں کا علاج ، اور ہدایت اور ایمان والوں کے لئے رحمت ہے۔"

قرآن کا نزول بھی آپﷺ کے ذریعے رحمت کی علامت ہے۔

﴿وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾[xvii]

"ہم نے تو آپؐ کوخوشخبری اور در سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔" آپﷺ کی بعثت کامقصد ہدایت اور خیر خواہی ہے۔

نبی کریمﷺ بحثیت رحمۃ للعلمین: احادیث کی روشنی میں:

﴿عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ، قال رسول اللہﷺ: یایھا الناس انما انا رحمۃ مھداۃ﴾۔[xviii]

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 8 (August) (2025)

"سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولﷺ نے ارشاد فرمایا:اے لوگو!میں تو رحم کرنے والا اور ذریعہ رحمت ہوں۔"

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریمؐ اللہ کی جانب سے ساری انسانیت کے لئے خاص طور پر رحمت عطاء کئے گئے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں رسولﷺ فرماتے ہیں:

﴿عَنْ أَبِي هريرة. قال:قيل: يا رسول الله! ادع على المشركين. قال "إني لم أبعث لعانا. وإنما بعثت رحمة[xix].﴾"

"سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولﷺ سے غرض کی گئ :اللہ کے رسول! مشرکین کے خلاف دعا کیجئے۔ آپؐ نےفرمایا "مجھے لعنت کرنے والا نہیں بھیجا گیا، مجھے تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔"اس حدیث سے یہ ثابت ہو کہ رسولؐ کا مشن بد دعا دینا نہیں بلکہ انسانیت کے لئے سراپا رحمت بننا تھا۔

﴿عن عَبْدِ اللَّهِ :عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قالَ» :مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ[xx]﴾

"عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا ! جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

﴿أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى:عن أَبِيهِ رضي الله عنه قالَ: كانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إذا جاءَهُ السَّائِلُ أَوْ طُلِبَتْ إِلَيْهِ حاجَةٌ قالَ» :اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا وَيَقْضِي اللَّهُ على لِسانِ نَبِيِّهِ صلى الله عليه وسلم ما شاءَ[xxi].﴾

"رسول اللہﷺکے پاس اگر کوئی مانگنے والا آتا یا آپؐ کے سامنے کوئی حاجت پیش کی جاتی تو آپؐ صحابہ سے فرماتے کہ تم سفارش کرو اس کا ثواب پاؤگےاور اللہ پاک اپنے نبیؐ کی زبان سے جو فیصلہ چاہے گا دے گا۔"یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ نبی کریمؐ اپنی امت پر نہایت شفیق و مہربان ہیں۔

نبی کریمﷺ کے اخلاق و عادات:

آپؐ کی سیرت طیبہ کا سب سے نمایاں پہلو آپؐ کا بلند اخلاق ہے، جیسے قرآن نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴾ [xxii]

"اور بے شک آپؐ بلنداخلاق پر فائز ہیں۔"اسی طرح عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

﴿ قَالَ: سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ ،قَالَتْ: هِشَامُ بْنُ عَامِرٍ الَّذِي قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ،قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ ،قَالَتْ: نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ عَامِرٌ ،قَالَ: قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ ،حَدِّثِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِﷺ ،قَالَتْ» :أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ ،فَإِنَّ خُلُقَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ الْقُرْآنَ[xxiii]﴾

"سعد بن ہشام کہنے لگے، وہی ہشام بن عامر جو احد کے دن قتل ہوگئے تھے؟ میں نے کہا،ہاں وہ کہنے لگیں، عامر بہت بھلے انسان تھے، میں نے کہا اے

ام المؤمنین! مجھے رسول اللہﷺ کے خلق(اخلاق و عادات) کےمتعلق ارشاد فرمائیں، کہنے لگیں: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ رسولﷺ کا خلق بس قرآن ہی ہے۔"اسی طرح نبی کریمؐ کے اعلی اخلاق کی ایک اور روشن مثال درجہ بالا حدیث میں دیکھی جا سکتی ہے:

﴿عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ» :كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ،فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً،حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ،ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ ،مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللهِ الَّذِي عِنْدَكَ،فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم ، ثُمَّ ضَحِكَ،ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ[xxiv] ﴾.

"سیدانا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریمﷺ کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپؐ کے جسم مبارک پے(یمن کے) نجران کی بنی ہوئی موٹے حاشیےکی ایک چادر تھی۔ اتنے میں ایک دیہاتی آگیا اور اس نے رسولؐ کی چادر کو پکڑ کر اتنی زور سے کھینچا کہ میں نے دیکھا، نبیؐ کے کندھے پر اس چادر کا نشان پڑھ گیا ۔ پھر اس نے کہا کہ اے محمدؐ! مجھے اس مال سے دئیے جانے کا حکم دی جئیے جواللہ کا مال آپ کے پاس ہے۔ رسولﷺاس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرائے اور آپﷺ نے اسے دئیے جانے کا حکم فرمایا" ۔

یہ حدیث نبی کریمؐ کے اعلیٰ اخلاق اور نرمی کا روشن ثبوت ہے۔

﴿

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما قَالَ» لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَكَانَ يَقُولُ إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا[xxv]﴾.

"عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپﷺ بد زبان اور لڑنے جھگڑنے والے نہیں تھے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہو(جو لوگوں سے کشادہ پیشانی سے پیش آئے)"۔

﴿عنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنهما أَخْبَرَ» :أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَفَلَ مَعَهُ فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم تَحْتَ سَمُرَةٍ وَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَدْعُونَا وَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا: فَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي فَقُلْتُ: اللهُ ثَلَاثًا. وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ﴾۔[xxvi]

"جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اللہ کر رسولﷺ کےساتھ ایک غزوہ میں نکلے،آپﷺایک وادی میں اترےجس کا نام وادی قرد ہے،وہاں لوگ درختوں کے نیچے سائے میں آرام کرنے لگے۔ نبی کریمﷺبھی ایک درخت کے نیچے آرام فرما ہوئے اور اپنی تلوار درخت سے لٹکا دی ۔اتنے میں ایک بدو آیا اورتلوار نکال کر کھینچ لی اورکہا:اب تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا!"اللہ"، یہ سنتے ہی تلواراس کے ہاتھ سے گر گئی اور وہ وہیں بیٹھ گیا"۔ یہ نبی کریمﷺ کے بلند اخلاق اور توکل کی مثال ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

﴿عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ» :مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا ـ مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا ،فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ ،وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللهِ فَيَنْتَقِمَ بِهَا لِلهِ﴾.[xxvii]

"عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب بھی نبی کریمﷺ کو دو چیزوں میں ایک کو اختیار کرنےکا اختیار دیا گیا تو آپؐ نے ان میں ہمیشہ آسان چیزوں کو اختیار فرمایا،بشرط یہ کہ ان میں گناہ کا پہلونہ ہوتا۔ اگر اس میں گناہ کا کوئی پہلو ہوتا تو نبی کریمؐ اس سے سب سے زیادہ دور رہتےاور نبیؐ نے اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلہ نہیں لیا۔البتہ اگر کوئی شخص اللہ کی حرمت و حد کو توڑتا تو نبی کریمﷺ ان سے محض اللہ کی رضامندی کے لئے بدلہ لیتے"۔

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی کریمؐ نرم رویہ اور آسانی پر مبنی اخلاق کو ترجیح دیتے تھے۔

ازواج مطہرات کے ساتھ حسن سلوک اور خوش طبعی:

رسول اللہﷺ اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ انتہائی محبت، نرمی اور خوش طبعی سے پیش آتے، آپؐ نہ صرف ان کےجذبات کا خیال رکھتے بلکہ ان کی بیماری کے وقت ان کا دکھ بھی بانٹتے۔[xxviii]جیسا کہ ایک حدیث میں مذکور ہے:

﴿عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ» :قَالَتْ عَائِشَةُ: وَارَأْسَاهْ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرُ لَكِ ،وَأَدْعُو لَكِ،فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَاثُكْلِيَاهْ،وَاللهِ إِنِّي لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي،وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَظَلَلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ،فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهْ ،لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ،وَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ،ثُمَّ قُلْتُ: يَأْبَى اللهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ[xxix]﴾.

"سر کے شدید درد کی وجہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا! ہائے رہے سر، اس پر رسولﷺ نے فرمایا اگر ایسا میری زندگی میں ہوا (یعنی تمہارا انتقال ہوگیا) تو میں تمہارے لئے دعا کروں گا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہاافسوس، اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ آپؐ میرا مرجانا ہی پسند کرتے ہیں،اور اگر ایسا ہوگیا تو آپ تو اسی دن اپنی کسی بیوی کے ہاں گزار دیں گے۔آپﷺ نے فرمایا بلکہ میں خود درد سر میں مبتلاہوں"۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺازواج مطہرات کے جذبات اورکیفیات کا نہایت نرمی اور محبت سے خیال رکھتے تھے۔اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 8 (August) (2025)

﴿عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم» :خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي[xxx]﴾

"عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا!تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے سب سے بہتر ہوں"۔

نبی کریمﷺ کا بدوؤں کے ساتھ حسن سلوک:

نبی کریمؐ نے بدویوں سے نرمی، برداشت اور حسن اخلاق کا برتاؤ فرمایاجو ہمارے لئے نمونہ ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

﴿أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ» :قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ،فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ،فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: دَعُوهُ وَهَرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ ،أَوْ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ،فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ ،وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ[xxxi].﴾

"سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی (بھورے رنگ کا آدمی)مسجد میں کھڑا ہوا اور پیشاب کرنے لگا۔ لوگ اس کی طرف بڑھے تاکہ اسے روکیں، تو رسولﷺ نے فرمایا!اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہادو، کیونکہ تم آسانی پیدا کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو سختی کرنے والے نہیں" ۔

نبی کریمؐ کے پاس بدوی لوگ بے تکلف آتے، کپڑا کھینچتے، عباس رضی اللہ عنہ نے ایک جھونپڑی کی تجویز دی،مگر آپﷺ نے فرمایا: مجھے ایسے ہی رہنے دو۔ [xxxii]جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے:

﴿عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ» :كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ ،فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً ،حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ،ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ ،مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللهِ الَّذِي عِنْدَكَ،فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم،ثُمَّ ضَحِكَ ،ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ[xxxiii]﴾

"سیدانا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریمﷺ کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپؐ کے جسم مبارک پے(یمن کے) نجران کی بنی ہوئی موٹے حاشیےکی ایک چادر تھی۔ اتنے میں ایک دیہاتی آگیا اور اس نے رسولؐ کی چادر کو پکڑ کر اتنی زور سے کھینچا کہ میں نے دیکھا، نبیؐ کے کندھے پر اس چادر کا نشان پڑھ گیا ۔ پھر اس نے کہا کہ اے محمدؐ! مجھے اس مال سے دئیے جانے کا حکم دی جئیے جواللہ کا مال آپ کے پاس ہے۔ رسولﷺاس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرائے اور آپﷺ نے اسے دئیے جانے کا حکم فرمایا" ۔

نبی کریمؐ بدوؤں کی سختیوں پر ناراض نہ ہوئے بلکہ حلم،نرمی اوراخلاق سے پیش آئے۔یہ احادیث آپﷺ کی رحمت، برداشت اور اعلیٰ اخلاق کا ثبوت ہیں۔

رحمت للعلمین اور دشمنوں سے حسن سلوک:

نبی کریمﷺ صرف اپنے ماننے والوں ہی کے لئے نہیں بلکہ دشمنوں کے لئے بھی سراپا رحمت تھے۔ آپؐ نے انتقام کی بجائے عفو و درگزر، عدل و احسان اور حلم و بردباری کا اعلیٰ ترین نمونہ پیش فرمایا۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿فَٱعۡفُ عَنۡهُمۡ وَٱصۡفَحۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلۡمُحۡسِنِينَ﴾ [xxxiv]

"پس ان سے درگزر کرواوراغراض کرو، بے شک اللہ احسان کرنےوالوں سے محبت کرتا ہے"۔

قرآن میں ایک مقام پر ارشاد ہے:

﴿ وَلَاتَسۡتَوِي ٱلۡحَسَنَةُ وَلَا ٱلسَّيِّئَةُۚ ٱدۡفَعۡ بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُ﴾[xxxv]

"نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی، برائی کو بھلائی سے دفع کرو۔"

نبی کریمﷺ کی زندگی کا ہر پہلو انسانیت کے لئے ایک مکمل نمونہ ہے، جیسا کہ مسلم کی احادیث مبارکہ میں واضح طور پر بیان ہوا ہے:

﴿عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حَدَّثَتْهُ» :أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ،قَالَ: لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ وَكَانَ أَشَدُّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ فَنَادَانِي فَقَالَ: إِنَّ اللهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ: ذَلِكَ فِيمَا شِئْتَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ ،فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا﴾[xxxvi]۔

"عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 8 (August) (2025)

پوچھا: کیا آپؐ پر احد کے دن سے بھی زیادہ سخت دن آیا؟ آپؐ نے فرمایا: میں نے تمہاری قوم سے بہت اذیتیں اٹھائیں اور سب سے زیادہ سخت دن وہ تھا جب میں نے خود کو طائف کے سردار عبد یالیل کلال کے سا منے (طائف میں) پیش کیا، مگر اس نے میری بات قبول نہیں کی،میں وہاں سے انتہائی غمگین واپس لوٹااورقرن ثعالب(طائف کے قریب ایک جگہ)پہنچ کر رکا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل نے مجھے سایہ کیا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس میں جبرائیلؑ ہیں۔جبرائیلؑ نے مجھے آواز دی اور فرمایا:"اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی باتیں سن لی ہیں اور انہوں نے جو جواب دیا وہ بھی،اب اللہ نے آپ کے پاس پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے تاکہ آپ جو حکم دیں وہ اس پر عمل کرے"۔پھر پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے پکارا ، سلام کیا اور کہا! اے محمدﷺاللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی باتیں سن لی ہیں اور مجھے بھیجا ہے کہ آپ جو چاہے مجھے حکم دیں: اگر آپ چاہے تو میں ان پر دونوں پہاڑوں کو گرا کر انہیں کچل دوں"۔لیکن نبی کریمﷺ نے فرمایا! نہیں، بلکہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گاجو صرف اللہ کی عبادت کریں گےاور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھرائیں گے"۔

عمروبن عاص رضی اللہ عنہ نے حبشہ میں مسلمانوں کے خلاف کردار اداء کیا، مگر اسلام قبول کرنے کے بعد رسولﷺنے ان سے شفقت کا سلوک کیا، اسی طرح ابو سفیان بن حرب مکہ میں بڑے دشمن تھے ،مگر فتح مکہ کے دن آپؐ نے اعلان فرمایا: جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے [xxxvii]۔فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ نے ان دشمنوں کو بھی معاف کیا جنہوں نے برسوں ظلم کیا تھا[xxxviii]۔ غزوہ بدر کے بعد نبی کریمﷺ نےقیدی دشمنوں کے ساتھ رحم اور انصاف کا سلوک فرمایا۔[xxxix]

نبی کریمﷺکا جانوروں سے شفقت:

نبی کریمﷺ کی ذات مبارکہ انسانوں کے ساتھ ساتھ جانوروں کے لئے بھی سراپا نرمی اور ہمدردی تھی، آپؐ نے جانوروں کے حقوق کا نہ صرف تصور دیا بلکہ عملا ان کے ساتھ حسن سلوک کی اعلیٰ مثالیں قائم کی۔ جیسا کہ ابوداؤد کی حدیث شریف میں آتا ہے:

﴿عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ ،قَالَ: أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم خَلْفَهُ ذَاتَ يَوْمٍ ،فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا النَّاسِ ،وَكَانَ أَحَبُّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لِحَاجَتِهِ هَدَفًا ،أَوْ حَائِشَ نَخْلٍ،قَالَ: فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ الْأَنْصَارِ فَإِذَا جَمَلٌ ،فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ،فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَمَسَحَ ذِفْرَاهُ فَسَكَتَ،فَقَالَ» :مَنْ رَبُّ هَذَا الْجَمَلِ ،لِمَنْ هَذَا الْجَمَلُ؟،«فَجَاءَ فَتًى مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَقَالَ» :أَفَلَا تَتَّقِي اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهِيمَةِ الَّتِي مَلَّكَكَ اللَّهُ إِيَّاهَا؟ ،فَإِنَّهُ شَكَا إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيعُهُ وَتُدْئِبُهُ[xl]﴾

"عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:ایک دن رسول اللہﷺنے مجھے اپنی سواری پر پیچھے بٹھایا، اور مجھ سے ایک ایسی بات فرمائی جو میں کبھی کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ آپؐ کو ایسی جگہ قضائے حاجت کے لئے پسند تھی جوزمین سے کچھ بلند ہو یا کھجوروں کے درختوں والی ہو(تاکہ پردہ ہو جائے) آپﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے وہاں ایک اونٹ بندھا ہوا تھا، جب اونٹ نے نبیؐ کو دیکھا تو وہ بلبلانے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہوگئے۔ رسولؐ اس کے پاس گئے اور اس کے سر اور کوہان پر ہاتھ پھیرا، تو وہ خاموش ہو گیا، پھر آپﷺ نے فرمایا:یہ اونٹ کس کا ہے؟ ایک انصاری نوجوان آیا اور کہا: یا رسول اللہؐ !یہ میرا ہے؛ آپؐ نے فرمایا! کیا تو اس جانور کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتے ، جس کا اللہ نے تمہیں مالک بنایا ہے؟ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے زیادہ کام لیتے ہو"۔

نبی کریمؐ نے جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک اور نرمی کا درس دیا۔ آپؐ نے ان پر ظلم،مثلہ کرنے اور آگ میں جلانے سے منع فرمایا اور ذبح کے وقت ان کے آرام کا خیال رکھنے کی تاکید فرمائی۔[xli]رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک شخص نے پیاسے کتے کو پانی پلایا،اللہ تعالیٰ نے اس کی اس نیکی پر اسے بخش کردیا۔ صحابہ نے پوچھا:کیا جانوروں پر رحم کرنے سے بھی اجر ملتا ہے۔آپﷺ نے فرمایا:ہر جاندار پر رحم کرنے میں اجر ہے۔[xlii]

نبی کریمﷺ کا غلاموں کے ساتھ حسن سلوک:

نبی کریمﷺ کی سیرت طیبہ میں غلاموں کے ساتھ حسن سلوک،عدل، محبت،عزت اور مساوات کا اعلی ترین نمونہ ملتا ہے۔آپؐ نے نہ صرف غلاموں کے حقوق کی حفاظت فرمائی بلکہ انہیں انسانیت کامقام دیا، ان کے

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 8 (August) (2025)

ساتھ حسن سلوک فرمایا اور انہیں آزاد کرکے سماج کا معزز رکن بنایا ۔ اس کی واضح مثال زید بن حارث رضی اللہ عنہ کی ہے ؛ وہ نبی کریمؐ کے آزاد کردہ غلام تھے، انہیں نبیؐ نے بیٹے کی حیثیت دی یہاں تک کہ انہیں لوگ "زید بن محمد" کہنے لگے،جس پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمۡ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَۗ وَكَانَ ٱللَّهُ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمًا﴾[xliii]

"محمدﷺ تمہارے مَردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔"یہ آیت اس بات کا بین ثبوت ہے کہ رسول اللہؐ غلاموں کو نہ صرف اپنا قریبی سمجھتے بلکہ عملی طور پر انہیں معاشرے میں عزت اور مقام دیتے تھے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

﴿عن عائشة. قالت:ما ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ. وَلَا امْرَأَةً. وَلَا خَادِمًا. إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.وَمَا نِيلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ.فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ.إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ شَيْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللَّهِ.فينتقم لله عزوجل[xliv]﴾

"عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:"رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی اپنے ہاتھ سے کسی چیز کو نہیں مارا، نہ کسی عورت کواور نہ کسی خادم کوسوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے وقت اور اگر آپؐ کو کوئی تکلیف پہنچائی جاتی تو کبھی اپنے لئے بدلہ نہ لیتے تھے، ہاں اگر اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی بے حرمتی ہوتی تو آپؐ صرف اللہ کے لئے بدلہ لیتے تھے"۔اسی طرح ایک حدیث میں انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

﴿أَنَسٌ رضي الله عنه قَالَ» :خَدَمْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَشْرَ سِنِينَ ،فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ ،وَلَا لِمَ صَنَعْتَ ،وَلَا أَلَّا صَنَعْتَ[xlv]﴾

"انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہﷺ کی دس سال خدمت کی لیکن آپؐ نے کبھی مجھے اف تک نہ کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا"۔

سیرت نبویﷺ کی روشنی میں انسانی خدمت کے بنیادی عناصر:

رسول اللہﷺکی سیرت ہمیں سکھاتی ہے کہ حقیقی انسانی خدمت اس وقت مکمل ہوتی ہے جب اس میں اکرام(بغیر کسی مطلب کے کسی کو عزت دینا)، انصاف اور ایثار شامل ہوں۔[xlvi]قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا بَنِيٓ ءَادَمَ وَحَمَلۡنَٰهُمۡ فِي ٱلۡبَرِّ وَٱلۡبَحۡرِ وَرَزَقۡنَٰهُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَفَضَّلۡنَٰهُمۡ عَلَىٰ كَثِيرٖ مِّمَّنۡ خَلَقۡنَا تَفۡضِيلٗا﴾[xlvii]

"اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی، اور انہیں خشکی اور تری میں سوار کیا، اور پاکیزہ چیزوں سے روزی دی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں فضیلت دی۔"یہ آیت اسی بات پر زور دیتی ہے کہ انسان فطری طور پر قابل عزت مخلوق ہے۔قرآن میں ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

﴿لَقَدۡ خَلَقۡنَا ٱلۡإِنسَٰنَ فِيٓ أَحۡسَنِ تَقۡوِيمٖ﴾[xlviii]

"بے شک ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔"اسلام سکھاتا ہے کہ صرف مدد کرنا کافی نہیں بلکہ عزت دینا ضروری ہے۔ اگر کسی کو خیرات دیں اور دل میں حقارت ہو تو یہ خدمت نہیں۔

خدمت خلق اور انصاف:

اسلام میں خدمت خلق کا مفہوم صرف خیرات یا رحم نہیں بلکہ کمزور اور نادار طبقات کے ساتھ انصاف کرنا خدمت کا اہم پہلو ہے۔ [xlix]قرآن میں ہے:

﴿وَٱلَّذِينَ فِيٓ أَمۡوَٰلِهِمۡ حَقّٞ مَّعۡلُومٞ ، لِّلسَّآئِلِ وَٱلۡمَحۡرُومِ ﴾[l]

"اور ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا مقررہ حق ہوتا ہے"۔یہاں اللہ تعالیٰ نے واضح کردیا کہ محتاجوں کو دیا جانے والا مال محض خیرات نہیں بلکہ ان کا مقررشدہ حق ہے۔اسی اصول کو رسول اللہﷺ نے ایک جامع حدیث میں ان الفاظ میں بیان فرمایا:

﴿عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ» :رَأَى سَعْدٌ رضي الله عنه أَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُونَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ[li]﴾

"مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ انہیں دوسرے بہت سے صحابہ پر (اپنی مالداری اور بہادری کی وجہ سے) فضیلت حاصل ہے۔ نبی ﷺنے فرمایا کہ تم لوگ صرف اپنے کمزور،معذورلوگوں کی دعاؤں کے نتیجے میں

اللہ کی طرف سے مدد پہنچائے جاتے ہو اور ان ہی کی دعاؤں کی وجہ سے رزق دئیے جاتے ہو"۔یہ حدیث ایک انقلابی معاشرتی سوچ کو فروغ دیتی ہےکہ دولت مندوں کی کامیابی کا ذریعہ وہ لوگ ہیں جو سماج میں کمزور سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے ان کی خدمت اور حق کی ادائیگی اصل میں خود کی کامیابی کی وجہ ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿فَـَٔاتِ ذَا ٱلۡقُرۡبَىٰ حَقَّهُۥ وَٱلۡمِسۡكِينَ وَٱبۡنَ ٱلسَّبِيلِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجۡهَ ٱللَّهِۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ﴾ lii

"پس رشتہ دار کو اس کاحق دو،اور محتاج کو اور مسافر کو، یہ ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"۔اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت مندوں کو ان کا حق دینا محض احسان نہیں عین انصاف ہے۔

ایثار:

اسلام میں خدمت خلق کی اعلیٰ ترین مثال ایثار ہے، جو اللہ کی رضا ءکے لئےاپنی ضرورتوں پردوسروں کو ترجیح دینے کا نام ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿وَيُؤۡثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمۡ وَلَوۡ كَانَ بِهِمۡ خَصَاصَةٞۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفۡسِهِۦ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ﴾liii

"وہ صحابہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں ، اگر چہ خودفاقے میں ہوں،اور جو اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا، وہی کامیاب ہیں"۔

یعنی ایثار ہی حقیقی کامیابی کی علامت ہے۔رسول اللہﷺ کی پوری زندگی ایثار کی عملی تفسیر تھی، آپؐ نے ہر موقع پردوسروں کی مدد کواپنی ذات پر مقدم رکھا، یہ بخاری شریف کی حدیث ہے اس میں بیان ہوتا ہے کہ:

﴿عَنْ سَهْلٍ رضي الله عنه» :أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بِبُرْدَةٍ مَنْسُوجَةٍ فِيهَا حَاشِيَتُهَا ،أَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ؟ قَالُوا: الشَّمْلَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَتْ: نَسَجْتُهَا بِيَدِي فَجِئْتُ لِأَكْسُوَكَهَا ،فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ،فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ ،فَحَسَّنَهَا فُلَانٌ فَقَالَ: اكْسُنِيهَا ،مَا أَحْسَنَهَا ،قَالَ الْقَوْمُ: مَا أَحْسَنْتَ ،لَبِسَهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ،ثُمَّ سَأَلْتَهُ وَعَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ! قَالَ: إِنِّي وَاللهِ مَا سَأَلْتُهُ لِأَلْبَسَهُ ،إِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِتَكُونَ كَفَنِي. قَالَ سَهْلٌ: فَكَانَتْ كَفَنَهُ﴾۔liv

"سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریمﷺ کی خدمت میں ایک بنی ہوئی چادر (جس کے کنارے پر باریک خوبصورت حاشیہ تھا) لے کر آئی۔ سہل رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے پوچھا:" کیا تم جانتے ہو کہ وہ چادر کیا ہوتی ہے؟" لوگوں نے کہا:"جی ہاں! وہ شملہ ہوتی ہے۔" سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہاں وہی شملہ۔" اس عورت نے غرض کیا :"یا رسول اللہﷺ میں نے یہ چادر اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اور آپؐ کے لئے تحفے کے طور پر لائی ہوں تاکہ آپؐ اسے پہنے۔" نبی کریمﷺ نے وہ چادر قبول فرمائی کیونکہ آپؐ کو اس وقت اس کی ضرورت بھی تھی۔آپؐ نے وہ چادر ازار(تہبند) کے طور پر باندھی اور باہر تشریف لائے، اتنے میں ایک صحابی(عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) نے غرض کیا: یا رسول اللہﷺ آپ کی یہ چادر بہت خوبصورت ہے، یہ مجھے عطاء فرمائے۔لوگوں نے اس سے کہا: آپ نے یہ چادر مانگ کر اچھا نہیں کیا، کیونکہ نبی کریمﷺ نے یہ چادر اپنی ضرورت کے تحت پہنی تھی اور آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہﷺ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے۔عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کی قسم ! میں نے یہ چادر پہننے کے لئے نہیں مانگی، بلکہ میں چاہتا ہوں کہ یہ میری کفن کی چادر بنے۔سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ واقعی وہی چادر ان کا کفن بنی" ۔

یہ بخاری شریف کی حدیث ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریمؐ دوسروں کی حاجت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دیتے تھے، جو ایثا رکااعلیٰ نمونہ ہے۔

﴿عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه» :أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم،فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ فَقُلْنَ: مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: مَنْ يَضُمُّ أَوْ يُضِيفُ هَذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ:أَنَا فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ ، فَقَالَ: أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم،فَقَالَتْ: مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوتُ صِبْيَانِ ،فَقَالَ: هَيِّئِي طَعَامَكِ ،وَأَصْبِحِي سِرَاجَكِ ،وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً. فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا ،وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا ،وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا ،ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ ،فَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ ،فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ ،فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: ضَحِكَ اللهُ اللَّيْلَةَ ،أَوْ عَجِبَ ،مِنْ فَعَالِكُمَا﴾۔lv

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریمﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپؐ نے ازواج مطہرات کے پاس پیغام بھیجا(کہ کچھ کھانے کو بھیج دو)، لیکن

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 8 (August) (2025)

انہوں نے کہا: ہمارے پاس تو صرف پانی ہے۔پھر نبی کریمؐ نے فرمایا: کون ہے جو اس مہمان کو جگہ دے یا اس کی مہمان نوازی کرے؟ تو ایک انصاری صحابی نے غرض کیا: یا رسول اللہﷺ! میں اس کی مہمان نوازی کرتا ہوں۔ وہ اسے اپنے گھر لےگئےاور اپنی بیوی سے کہا: رسول اللہؐ کے مہمان کی عزت کرنا۔ بیوی نے کہا: ہمارے پاس تو صرف بچوں کا کھانا ہے۔شوہر نے کہا: اپنا کھانا تیار کرو، چراغ درست کرلو اور بچوں کو سلا دو، جب وہ کھانے کا مطالبہ کریں۔ بیوی نے ایسا ہی کیا: کھانا تیار کیا،چراغ ٹھیک کیا، بچوں کو سلا دیا، پھر وہ چراغ کے قریب ہوئیں جیسے اسے ٹھیک کر رہی ہوں،لیکن چراغ بجھا دیا،اور دونوں مہمان کے ساتھ یوں ظاہر کرنے لگے جیسے وہ بھی کھا رہے ہوں، حالانکہ خود بھوکے ہی سوئے۔جب صبح ہوئی تو وہ صحابی نبی کریمﷺ کے پاس گئے، تو آپؐ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کے اس عمل پر ہنسی یا تعجب فرمایا" ۔اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ ایثارو قربانی کا اعلیٰ نمونہ صحابہ رضی اللہ عنھم نے نبی کریم ﷺ کی تربیت سے سیکھا۔

تجاویز:

موجودہ دور میں ہمیں نبی کریمﷺ کی سیرت سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو درست خطوط پر استوار کرنے کی ضرورت ہے۔ آپؐ کی سیرت صرف چودہ سو سال پہلے کے عرب معاشرے کے لئے نہیں تھی، بلکہ یہ قیامت تک آنے والے ہر انسان کے لئے مشعل راہ ہے۔ ہمیں چاہئے کہ آپﷺ کے اخلاق و عادات کو صرف مطالعے کی حد تک نہ رکھیں بلکہ عملا اپنی زندگیوں میں شامل کرے،اس کے لئےچند تجاویز درجہ ذیل ہیں:

- نبی کریمﷺ کی سیرت کو جدیدتعلیم کا لازمی جزو بنایا جائے تاکہ نئی نسل کو سیرت کی روشنی میں کردار سازی کا موقع ملے۔
- میڈیا، سکول اور جامعات میں سیرت کے عملی پہلوؤں :خصوصا اخلاق،عدل اوررحم کے موضوعات کو اجاگر کیا جائے۔
- عصری چیلنجز جیسے مذہبی عدم برداشت، معاشرتی تقسیم اور دینی بے سکونی کا حل سیرت کی روشنی میں تلاش کیا جائے۔
- بین المذاہب ہم آہنگی کے لئے نبی کریمؐ کی غیر مسلموں سے حسن سلوک کی مثالوں کو فروغ دیا جائے۔
- عورتوں کے حقوق، گھریلو امن اور ازدواجی خوش اخلاقی کی تربیت سیرت النبیؐ سے لی جائے۔
- دشمنوں، غلاموں اور جانوروں کے ساتھ حسن سلوک جیسے سیرتی پہلو جدید انسانی حقوق کے بیانیے کا حصہ بنایا جائے۔
- موجودہ دنیا کے لئےسیرت نبوی ایک ایسا نمونہ ہے جو معاشرتی اصلاح اور انفرادی پاکیزگی کا ضامن ہے۔
- حکومت اور تعلیمی ادارےسیرت پر مبنی نصاب متعارف کروائیں تاکہ طلبہ کو اخلاقی بنیادیں مہیا ہوں۔
- نوجوانوں کو سیرت کے مطالعے کی طرف مائل کرنے کے لئے جدید اسلوب اور ڈیجیٹل ذرائع استعمال کئے جائیں۔
- دینی و عصری علوم کے ماہرین مل کر عصری معنویت پر سیرت کی پہلوؤں پر تحقیق کرے۔
- دینی مدارس اور یونیورسٹیوں میں بین الاقوامی سطح پر" رحمت للعلمین"پر چیپٹرزقائم کی جائیں۔
- سماجی خدمات، خیرات اور انسانی فلاح کے میدان میں نبی کریمﷺ کے اصولوں کو اپنایا جائے۔
- اسلام کی اصل روح یعنی رحمت، برداشت اور محبت کو عام کیا جائے تاکہ شدت پسندی کا تدارک ہو سکے۔
- مسلمان معاشروں میں سیرت النبیﷺ کی روشنی میں عدل ، رواداری اور خیر خواہی کی عملی ترویج کی جائے۔
- ہر فرد نبی کریمﷺ کے اخلاق و عادات کو اپنی زندگی کا حصہ بنائے تاکہ انفرادی و اجتماعی زندگی سنور سکے۔

خلاصہ:

یہ مقالہ نبی کریمﷺ کے اس جامع اور ہمہ گیر پہلو پر روشنی ڈالتا ہے، جسے قرآن نے "رحمۃ للعلمین" کے الفاظ میں بیان کیا ہے۔قرآنی آیات، صحیح احادیث اور سیرت طیبہ کے مستند واقعات کی روشنی میں یہ ثابت

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 8 (August) (2025)

کیا گیا ہے کہ آپﷺ کی ذات صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ تمام انسانیت، حیوانات اور اقلیتوں کے لئے بھی باعث رحمت تھی۔ آپﷺ نے ازواج مطہرات کے ساتھ حسن سلوک، غلاموں اور بچوں سے شفقت، دشمنوں سے درگزراور بدویوں و عام لوگوں سے ہمدردی کا عملی مظاہرہ کیا۔ماحولیاتی تحفظ اور انسانی حقوق کے وہ اصول بھی بیان کئے گئے ہیں جن کی آج کی دنیا کو اشدضرورت ہے ۔موجودہ دور میں جب انسانیت فکری،اخلاقی اور سماجی بحران کا شکار ہے، تو سیرت نبویؐ ایک مکمل اور قابل عمل ضابطہ حیات کے طور پر سامنے آتی ہے۔ لہذا نجات، فلاح اور عالمی امن کے لئے نبی کریمﷺ کی رحمت والی سیرت کو اپنانا ناگزیر ہے۔

حوالہ جات

[i] بلیاوی،ابوالفضل مولانا عبد الحفیظ، مصباح للغات،ادارہ علم،نوشہرہ،*2014*ء،ص:*284*

[ii] اصفہانی، حسین بن محمد بن مفضل،مفردات القرآن،مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور،2006ء،ج:01،ص:387

[iii] مولوی فیروز الدین، فیروز اللغات،فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، لاہور،2005ء،ص:303

[iv] اصفہانی، ابوالفضل حسین بن محمد بن مفضل،مفردات القرآن، ج:01،ص:387

[v] مفتی، محمد شفیع،،معارف القرآن،دارالمعارف القرآن، کراچی،ج:01،ص:80،81

[vi] الانبیاء: *107*

[vii] منصور پوری، محمد سلیمان، رحمت للعلمین، مکتبہ الحرمین الاسلامی، فیصل آباد پاکستان، ج:02،ص:55

[viii] قادری، محمد نقی علی، سرورالقلوب بذکر المحبوب،مکتبہ منشی نول کشوں،لکھنؤ بھارت،*1871*ء،ص:*90*

[ix] قاضی غیاض،الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، دارلکتب العلمیہ،بیروت، لبنان،2002ء،ص:17

[x] خازن، علی بغدادی، تفسیر خازن، دارالفکر، بیروت، لبنان، 1980ء،ج:03،ص:297

[xi] ایضا، ص:209

[xii] قاضی غیاض، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ،ص:17

[xiii] بریلوی، احمد رضاء، فتاویٰ رضویہ، رضاء فاونڈیشن،لاہور،پاکستان،2008ء، ج:29،ص:574

[xiv] التوبہ:128

[xv] آل عمران:159

[xvi] یونس: 57

[xvii] الفرقان:56

[xviii] دارمی، عبد اللہ بن عبد الرحمٰن،سنن دارمی، دارلکتب العلمیہ، بیروت لبنان، رقم الحدیث:100

[xix] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح المسلم، کتاب البر والصلۃ والاداب، باب تحریم العن، دارلکتب العلمیہ،بیروت لبنان ، رقم الحدیث:2599

[xx] بخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح البخاری من امور رسول اللہ و سننہ ایامہ، کتاب الادب، دارلکتب العلمیہ،بیروت لبنان، رقم الحدیث:6013

[xxi] ایضا،رقم الحدیث:1432

[xxii] القلم:04

[xxiii] سجستانی،سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، دار الکتب العلمیہ،بیروت لبنان، رقم الحدیث:1342

[xxiv] بخاری، محمد بن اسمعیل،صحیح البخاری، کتاب اللباس،رقم الحدیث:5809

[xxv] ایضا،رقم الحدیث:3559

[xxvi] ایضا،رقم الحدیث:2910

[xxvii] ایضا،رقم الحدیث:6126

[xxviii] المدنی، محمد حسن جان،خطبات حسن،دارالتصنیف،پشاور،2021ء،ط:اول،ج:دوم،ص:180

[xxix] بخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح البخاری، رقم الحدیث:5666

[xxx] ترمذی، محمد بن عیسی، جاع الترمذی، باب:فضل ازواج النبی،دارلکتب العلمیہ،بیروت لبنان، رقم الحدیث:*3895*

[xxxi] بخاری،محمد بن اسمعیل،کتاب الوضوء،رقم الحدیث:220

[xxxii] کریم بخش، مولانا محمد،خطبات کریم،مکتبہ عمر بن خطاب،ملتان،2012،ج:01،ص:290

[xxxiii] بخاری،محمد بن اسمعیل، صحیح البخاری،رقم الحدیث:5809

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 8 (August) (2025)

[xxxiv] المائدہ:13
[xxxv] فصلت:34
[xxxvi] بخاری، محمد بن اسمعیل،صحیح البخاری،کتاب بدءالخلق،رقم الحدیث:3231
[xxxvii] چودھری، غلام احمد، امن عالم سیرت کی روشنی میں،اقبال پبلشنگ کمپنی،لاہور،مئی 1999ء،ص:179
[xxxviii] منیر احمد وقار،پیغمبر امن،مرکزی جمیعت اہل حدیث،سیالکوٹ،2016،ص:107
[xxxix] ندوی، سید سلیمان،رحمت دو عالم،ص:63
[xl] سجستانی، سلیمان بن اشعث،سنن ابو داؤد،کتاب الجہاد، رقم الحدیث:2549
[xli] مولانا منیر احمد، پیغمبر امن،ص:248
[xlii] منصور پوری،محمد سلیمان،رحمۃ للعلین،ص:263
[xliii] الاحزاب: 40
[xliv] قشیری، محمد بن مسلم الحجاج، صحیح المسلم، رقم الحدیث:2328
[xlv] بخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح البخاری، کتاب الادب،رقم الحدیث:6038
[xlvi] قاسمی، محمد سعودعالم،عصر حاضر میں اسوہ رسول اکرم کی معنویت، مکتبہ جمال، لاہور،2008ء،ص:27
[xlvii] الاسراء:70
[xlviii] التین:04
[xlix] قاسمی، محمد سعود عالم، عصر حاضر میں اسوہ رسول اکرم کی معنویت،ص:28
[l] المعارج: 24،25
[li] بخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح البخاری،رقم الحدیث:2896
[lii] الروم:38
[liii] الحشر:09
[liv] بخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح البخاری،رقم الحدیث:1277
[lv] ایضا، رقم الحدیث:3798